رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا

اینجا سخنہا لئی شعر باشد ای پسر
اینجا ہمہ ذکر است آیات و خبر

ترجمہ:۔ اے میرے بیٹے! میری باتوں کا شاعری سے کوئی تعلق نہیں ہے
یہ تمام باتیں ذکرِ خدا، اللہ کی آیتیں اور رسولؐ کی حدیثیں ہیں۔

مثنوی

وحدت نامہ

طابع و ناشر

قاضی علی اکبر درازیؒ

بار اوّل —— ستمبر ۱۹۶۴ء —— جلد ایک ہزار
بار دوم —— اگست ۱۹۷۵ء —— ۲۵۰
قیمت .. دو روپے

تصنیف

سرتاجُ الشعراء شاہنشاہِ عشق

منصورِ آخر زماں

شاعرِ ہفت زباں

حضرت سچلؔ سرمست

علیہ العشق

کتابت
معتمد الر سکھر

★

طباعت
تجارتی پریس سکھر

پیش لفظ

سرتاج الشعراء، شہنشاہِ عشق، منصورِ آخر زماں، شاعرِ ہفت زباں حضرت سچل سرمستؒ کی فارسی تصنیفات میں سے دیوانِ آشکار، مثنوی عشق نامہ، مثنوی درد نامہ، مثنوی گداز نامہ، مثنوی تار نامہ اور مثنوی رہبر نامہ پہلے ہی اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔ زیرِ نظر مثنوی وحدت نامہ اسی سلسلہ کی ساتویں کتاب ہے۔

فارسی زبان میں اس قدر منظوم تصنیفات خود فارسی شعراء کی بھی نہیں ہیں۔ دُنیا بھر میں سچل سرمست جیسا ایک بھی شاعر نظر نہیں آتا جس نے سات زبانوں میں نو لاکھ سے زیادہ اشعار کہے ہوں۔ کسی شاعر کا اپنی مادری زبان میں فطری طور پر شعر کہنا کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ قابلِ قدر شاعر وہ ہے جسے غیر زبان پر بھی مکمل عبور حاصل ہو۔ سچل سرمست نے دیگر شعراء کی طرح اپنے کلام کو صرف کافی اور ابیات تک محدود نہیں رکھا۔ اُنکا کلام کافی، ابیات، سی حرفی، مرثیہ، مولود، مرغ نامہ، الف نامہ، جھولنا، گھڑولی، رباعی، فرد، مخمس، مسدس، اور مستزاد وغیرہ، غرضیکہ مختلف اور متعدد اصنافِ سخن پر مشتمل ہے جس سے شاعری میں اُن کے کامل الفن ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور ایسے شاعر ہی کو سرتاج الشعراء کہا جا سکتا ہے۔

اِس فخرِ سندھ، قادر الکلام شاعر نے اپنے اشعار میں بار بار فرمایا ہے کہ "میرا کلام خواص کے پڑھنے کے قابل ہے، عوام کی اس کے مطالب و معانی تک رسائی نہیں ہو سکتی"۔ اور یہ حقیقت ہے کہ سرمست کا کلام پڑھنا اور اسے سمجھنا مُلاؤں، طالب العلموں اور عجیب ذہنیت رکھنے والوں کا کام نہیں ہے۔ یہ ایک روحِ حق آگاہ کا کلام ہے جسے صرف رندِ مشرب اہلِ دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔

الفقیر
قاضی علی اکبر درازی

روہڑی
اگست ۱۹۷۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱. جلوهٔ حسن پدیدار　تجلی در و دیوار　ز دل من بیرون شد لالا　به هر ذره دیدار

عیان است همه اسرار　من و مائی بگذار

۲. شراب این منصوری　از دست محمودی　محو شد کنز دقدری　کشف التعلب بقوبی

بود این همه مزدوری　بسه هیم زدوری

۳. آداب اینجا نجهکتیم　ز مسائل بگذشتیم　بکمر تیغ به بستیم　بود داد عشق بدیم

ز مسلمانی رفتیم　جز یار هیچ نه جستیم

۴. حقا که از خود رستم　سخن راست گفتم　اشک از دیده ریزانم　گم از دو جهانم

نه همینم نه همانم　همه سر سبحانم

۵. نه نهانم نه عیانم　نه چنینم نه چنانم　که عجب ماندهٔ مولا　شده هر جا تجلا

بود اثبات الا الله　چه خفی هست جلا

۶. چه فقیر است چه ملا　بگذشتی لا تو به الا　چون آواز خود رفتی　سراپا همه ادگی

که بیا تو به شستی　شکنی قلعهٔ هستی

۷. گذشتی مائی رستی　ز مذاهب بگذشتی　عجب این است عالم　بود این قیل و مقالم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ حسن ظہور پذیر ہوا۔ اس کے جلوہ سے در و دیوار روشن ہو گئے اندر بھی محبوب ہے اور باہر بھی موجود ہے۔ اسے ہر ذرہ میں دیکھا جا سکتا ہے تمام اسرار بے نقاب ہو چکے ہیں۔ تو خودی کو ترک کر دے۔

۲۔ منصوری شراب پی ہے اور یہ اسی کا خمار ہے جس سے گبرو ترسا کی موج گئے ہیں کشف القلوب اور کشف القبور تو صرف ایک تعددی ہے ہم نے دوئی سے نجات حاصل کر لی۔

۳۔ ہم نے یہاں تک پابندیاں توڑ دیں مسائل کی حدود سے آگے نکل گئے کمر سے تلوار لٹکائی جو عشق نے ہمارے ہاتھ میں دی تھی مسلمانی کو چھوڑا اور محبوب کے سوا کسی اور چیز کی جستجو نہیں کی۔

۴۔ میں نے اپنے آپ سے رہائی پالی ہے اور یہ بھی بات کہہ دی کہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور میں اپنا دردِ دل بیان کر رہا ہوں۔ میں نہ یہ ہوں نہ وہ ہوں بلکہ سراپا رازِ الٰہی ہوں

۵۔ میں نہ پوشیدہ ہوں نہ ظاہر ہوں۔ نہ ایسا ہوں نہ ویسا ہوں عملاً تو یہ بھی نہیں ہے کہ کہاں رہ گیا ہے ہر جگہ تجلی ہو گئی۔ الا اللہ ہی باثبات ہے۔ پوشیدہ خواہ ظاہر۔

۶۔ فقیر فنا اور بقا کیا۔ تو اللہ سے لاحق ہوا۔ اور جب خودی کو چھوڑا تو سراپا وہ ہو گیا۔ جذب اور سرمستی میں آ کر خودی کے قلعہ کو پاش پاش کر دے

۷۔ تو نے خودی سے رہائی حاصل کر لی۔ مذاہب سے الگ ہو گیا۔ میرا یہ خیال ہے کہ تو واقف ہو گیا لیکن

دائما ہست و سالم — جسم و جان یالم

۸۔ نہ کسے داند حالم — ہست مفہوم الکلام — ہر کجا او تو کجائی — بگذری از من و مائی

گر بہ بحرِ عدم آئی — نہ فنائی نہ بقائی

۹۔ چہ زنی نعرہ گدائی — خود شناس خدائی — بہ یقین دانکہ تو اوئی — دست از عالم بشوئی

نعرہ انا الحق گوئی — پس کرا تا تو بجوئی

۱۰۔ کوچہ سرکوچہ پوئی — ظاہر و باطن توئی — مئی توحید بنوشی — فراز مئی مدہوشی

شب و روز بکوشی — دین و ایمان بفروشی

۱۱۔ تو بیائی بجوشی — خلعتِ عشق بپوشی — بسرم ہست خمارے — کہ عیاں شد اسرارے

موج ہستی بخمارے — بر سماند بکنارے

۱۲۔ دل ما نیست قرارے — بدلم ہست شرارے — پس از و عاشق گشتم — درِ میخانہ برستم

تا ز مسجد بگذشتم — رشتہ تسبیح گسستم

۱۳۔ چہ کنم حالت مستم — گہ بالا گہ پستم — بخلائق بد نامم — خاص ہستم نہ عامم

نہ جماعت نہ امامم — کردم از زہد سلامم

۱۴۔ ملکِ عشق انعامم — راہِ توحید مقامم — دردِ عشق چہ نامم — زدم از عشق نقارہ

اصل بات یہی ہے کہ میں ہمیشہ وصال سے بہرہ اندوز ہوں یہ جسم اور جان وبال ہے۔

۸۔ میرا حال کوئی نہیں جانتا سب صورتیں خیالی ہیں ہر جگہ وہی ہے تو کہاں ہے خودی کو چھوڑ کر آگے نکل جا۔ تو اگر اپنے آپ کو فنا کردے گا تو فانی نہیں ہوگا بلکہ بقا حاصل کرے گا

۹۔ تو بھکاریوں کی طرح در در کیوں لگاتا ہے اپنے آپ کی پہچان تو ہی خدا ہے اور یقین کرلے کہ تو وہی ہے۔ دنیا سے دست بردار ہوجا اور انا الحق کا نعرہ لگا۔

۱۰۔ گلی کوچوں کے چکر کیوں کاٹتا ہے اندر بھی تو ہے اور باہر بھی تو۔ وحدت کی شراب پی اور مدہوش ہوجا۔ ہر وقت خاموش رہ اور دین و ایمان بیچ دے۔

۱۱۔ جوش اور سرمستی میں آجا عشق کی خلعت پہن لے۔ میرے سر میں لیا نعرہ ہے جس سے اسرار کھل جاتے ہیں یہ موج اور مستی آخر ایک بار ساحل مراد تک پہنچا ہی دیتی ہے

۱۲۔ دل کو چین نہیں ہے اسکے اندر چنگاریاں بھری ہوئی ہیں اور یہی میرے عاشق ہونے کا سبب ہے۔ میخانہ کو جاتے ہوئے جب میں مسجد کے قریب سے گذرا تو میں نے تسبیح کو توڑ دیا

۱۳۔ میں اپنی سرمستی کی کیفیت کیا بیان کروں کبھی بلندی پر ہوں کبھی پستی میں لوگوں میں نام ہوا۔ نہ خواص میں شمار کیا جاتا ہوں نہ عوام میں نہ مقتدی ہوں نہ امام لیکن میں نے ہر حال میں ترک کر دیا ہے

۱۴ مجھے اسکے عشق کا درد نہ تھا میں نے جادہ و قدر تیری منزل مقصود ہے۔ عشق کا کوئی علاج نہیں ہے

دل ما پاره پاره — ز سبب خاص قطاره

١٥۔ کرد مارا بکناره — شدم از دیده خواره — کی ز دریں راه شتابی — سرِ اسرار بیابی

سر ازیں کجے نتابی — شده ام مست شرابی

١٦۔ گه گنه گاه ثوابی — پیش ازیں خلق خرابی — نیست جز جیم نگاهم — تو بدانی بدراهم

عشق باشد همراهم — نه ثوابم نه گناهم

١٧۔ یک دم ام یک خواهم — گه گدایم گر شاهم — گاه هستیم بیابم — گاه گاه چو کبابم

گاه در سوال و جوابم — گاه شب و روز خرابم

دگاه شه گاه نوایم — نیست در کار ثوابم)

١٨۔ پیر عبدالحق دانی — هست سرِ سبحانی — که بود بحرِ معانی — بر درش همه کنعانی

گرد خاقان و ربانی — گشت نسو سرِ جانی

١٩۔ پیر ما پیر جهان است — به تحقیق سلطان است — او بکونین جهان است — نعت پیر دو بیان است

ظاهر است نه نهان است — سرِ خطائی قربان است

٢٠۔ ما مرید دل و جانم — نامِ او عقد و شبانم — که بود وردِ زبانم — منقبتش هر دم خوانم

هست ز عشق بیانم — زو شده راه روانم

میں نے عشق کا بگل بجا دیا، دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اسی وجہ سے میرا شمار انہی میں ہو گیا

۱۵۔ عشق نے مجھے سوال مراقبے کے ہیچ لو دیا میری آنکھیں نیر بہا رہی ہیں اس سلسلہ میں جلدی کر تاکہ اصل راز کو پا سکے۔ اس کوچہ سے منہ نہ موڑنا میں تو مست شرابی ہو چکا ہوں۔

۱۶ کبھی گناہ کبھی ثواب، اسی سے دنیا والے رسوا ہوئے ہیں میری نظر اپنے ظاہر پر نہیں اور تو سمجھتا ہے کہ میں گمراہ ہو گیا ہوں میرا ساتھی عشق ہے میں نہ ثواب کے درپے ہوں اور نہ گناہ کے

۱۷۔ میں تو ایک ہی جانتا ہوں اور ایک ہی کی طلب کرتا ہوں میں کبھی گدا ہوں اور کبھی شاہ کبھی رباب ہوں اور کبھی کباب۔ کبھی سوال و جواب میں مصروف ہوں اور کبھی مسلسل شراب میں مخمور، کبھی بادشاہ کبھی نواب لیکن کبھی ثواب کمانے کے درپے نہیں ہوا۔

۱۸ کیا تو پیر عبدالحق کو جانتا ہے وہ اسرار الٰہی کا بحرِ بے پایاں ہے اس کے دروازے پر سیکڑوں یوسف جیسے غلام اور خاقان جیسے دربان ہیں، اسی کے دربار میں اسرار اور رموز بے نقاب ہوتے ہیں

۱۹۔ میرے مرشد دنیا بھر کے مرشد ہیں اور سچ مچ وہ بادشاہ ہیں وہ دنیا بھر میں جانے پہچانے ہیں ان کی تعریف بیان سے باہر ہے وہ تو چھپے نہیں بلکہ اظہر من الشمس ہیں اسرار الٰہی ان پر سے قربان ہیں

۲۰۔ میں دل و جان سے ان کا مرید ہوں ان کا نام دن رات ورد زبان رکھتا ہوں ہر وقت انہی کی تعریف میں رطب اللسان رہتا ہوں یہ عشق کی باتیں ہیں ہر ادا ہی کی بدولت مجھے راہ راست نصیب

۲۱۔ چوں قدر بر کارم · بہ یقیں داں خود یارم · ایکہ نہ من اغیارم · سر دلبرے اسرارم
از آں دائی بیزارم · جسم و جاں اگذارم

۲۲۔ چوں آں ہر سوئے دیدم · بہ بحرِ عشق رسیدم · نعرہ موج شنیدم · جرعہ ز درد چشیدم
غیر آں یار ندیدم · سر ز عالم بکشیدم

۲۳۔ ایں راہ نہ تقیدی · چونکہ بر اد تو رسیدی · جرعہ زمے چشیدی · سر ز حبیب بکشیدی
ثم وجہ اللہ بدیدی · درد عشقش بگزیدی

۲۴۔ وہو معکم اقرار است · کلمہ آں حق اعتبار است · گفتم از سرِ بیانے · بجہاں عین عیانے
نبود شک گمانے · بود اسرار نہانے

۲۵۔ آشکارا بزبانی · چند تمثیل برآنی · ہید سم زآنکہ نشانی · الف از موم صور کن
اسپ یا فیل و شتر کن · یا شغال و سگ و خر کن

۲۶۔ بعد از آنہا تو گذر کن · از جملہ بر موم نظر کن · موم او ماند فکر کن · موم را ہم نہ دگر کن
دوئی از دل تو بدر کن · ماند باقی چہ خبر کن

۲۷۔ من طنبورہ یارم · ہست دار دو ستمگارم · می سراید بکنارم · بنغمہ سوز اسرارم
نوع نوع گفتارم · نے صدا از خود دارم

۲۱۔ میرے اوپر جب کوئی بوجھ آن پڑتا ہے تو میں اپنی مدد آپ کرتا ہوں میں کوئی غم نہیں کھاتا
بلکہ سراپا راز ہوں میں دنیا و مافیہا سے بیزار ہوں حتیٰ کہ اپنے جسم کے درست بھی بے تعلق ہو چکا ہوں

۲۲۔ میں جب ہر طرف دوڑنے کے بعد بحرِ عشق میں جا پہنچا تو وہاں موج کی آواز سن لی اور دیکھ لی
درد کی جھلک بھی لے لی۔ سب مجھے اس سے بڑھ کر کوئی یار دکھائی نہیں دیا لہٰذا میں نے دنیا سے منہ موڑ لیا

۲۳ یہ تقلید کا راستہ نہیں تو جب اسکے قریب پہنچے گا تو شراب کا ایک گھونٹ پیئے گا اور منہ اوپر
اٹھائے گا تو تجھے ہر طرف اللہ ہی اللہ نظر آئے گا۔ اور پھر تو اس کا عشق اختیار کرے گا

۲۴۔ سو جو محکم سچا اقرار ہے اور یہ کلمہ حق قابل اعتبار ہے میں ایک ایسے راز کو دنیا کے سامنے بے نقاب
کر رہا ہوں جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں اور واقعی یہ ایک پوشیدہ راز ہے

۲۵۔ یہ اس کار کی زبانی نشاندہی کیلئے چند تمثیلیں پیش کی جاتی ہیں ان تمثیلوں کی حیثیت صرف اتنی ہے
جتنی موم سے بنائی ہوئی صورتوں کی جس سے تو گھوڑا ہاتھی اونٹ گیدڑ کتا اور گورخ بنا سکتا ہے

۲۶ پس تو ان صورتوں کو نظر انداز کر اور صرف نام پر نگاہ رکھ تو موم ہی رہا یعنی نام کو گھول اور سمجھ فقط
اپنے دل سے غیریت کو نکال دے اور دیکھ تو کہ کیا باقی رہ گیا۔

۲۷۔ میں اپنے یار کا ساز ہوں اور اس کے ہاتھ میں ہوں میرا یار میرے پہلو میں بیٹھ کر گاتا ہے اور
پھر سُر بجا کر میں اس کی باتیں الاپتا ہے وہ طرح طرح کی باتیں کرتا ہے یہی عجب نہیں کیا

[illegible]

۲۸. ای ز دست وحدت کثرت بین   قند مصری و شکر بین   در اصل نیشکر بین   زو همین هر اثر بین

هست یکسان دگر بین   ای پسر کن تو نظر بین

۲۹. هست اول یکدانه   ز دست پیدا شد خانه   شجر و شاخ جدانه   برگ و میوه بلندانه

هست این جمله بهانه   دانه و هم فرزانه

۳۰. ای تو در اصل طلا دان   زر و زیوران تو دان   به هر یک نام دادان   آسمان‌ها فنا دان

اصل آنچه بقا دان   نه همین ذات بهان دان

۳۱. شد ظرف از گل پیدا   چون سبو کوزه هر پیدا   نگر آن شد بنا پیدا   چه سیاه سرخ سفیدا

۳۲. پنجه دان تو بدانی   گشت صد بار جدانی   جلوه دستار خوانی   پوش جامه جهانی

چه عیانی چه نهانی   همه زینت شعرانی

۳۳. چشمه‌های زیر آب است   که اندر وی نقش حباب است   عکس در آن آفتاب است   بر جمال اصل تاب است

چشمه فانی چو پر آب است   این ز اسرار حجاب است

۳۴. ای تو پیدا از مادر   کرده‌ات دایه در بر   چند روز که سراسر   پرورش داد تو را

۳۵. گردش شب و روز بر   عاشقی تو بدیگر   محو شد اصل ز خاطر   نقش دلستی حاضر

۳۶. برق رخشنده سحابی   بزند نعره شتابی   قطره بارد به ترابی   دشت پر گشت ز آبی

۲۸ میرے بیٹے! دیکھو کثرت وحدت سے ہے۔ تجھ کو جو گہری اور شوخ نظر آتی ہے وہ اصل
گہنے تیرے ہیں اور اسی کے مختلف روپ ہیں۔ انہیں ایک ہی سمجھ، ایک دوسرے سے مختلف
نہ سمجھ اور خوب اچھی طرح سے غور کر۔

۲۹۔ بیج ایک دانہ تھا اس کے کئی دانے پیدا ہوئے۔ درخت اور اس کی شاخیں، جڑیں، تنے
اور میوے یہ سب ایک بہانہ ہیں۔ اصل میں وہ ایک ذات ہے

۳۰ سونا دیکھو اس سے زیور بنے۔ ہر زیور کا نام الگ الگ رکھا گیا یہ نام عارضی اور فانی ہیں
اصل میں سونا ہی مستقل اور باقی رہنے والی چیز ہے۔ لہٰذا تو ان زیورات کو ہیچ سمجھ

۳۱۔ مٹی سے برتن بنے، گھڑے اور گملے بنے۔ بظاہر مٹی دیکھنے میں نہیں آتی بلکہ ظروف ہی
نظر آتے ہیں جو مختلف رنگوں کے ہیں

۳۲۔ روئی کا تو تجربہ ہے جس سے سینکڑوں کپڑے تیار ہوتے ہیں مثلاً کرتہ اور دستار وغیرہ
اور جنہیں لوگ پہنتے ہیں۔ یہ سب قدرت کے راز ہیں۔ ظاہر خواہ پوشیدہ۔

۳۳ تالاب کو دیکھئے جس میں چاند بھی نظر آتا ہے اور اس پر سورج کا عکس بھی پڑتا ہے حالانکہ
چاند اور سورج اپنے اصل مقام پر ہیں۔ تالاب فاصلہ ہے اور یہی اس راز کا حل ہے

۳۴ تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ دایہ نے تجھے گود میں لیا اور بعد ازاں کچھ عرصہ تک تیری پرورش کی

۳۵ اس نے تیری پرورش میں دن رات ایک کر دیا۔ اب تو کسی اور پر عاشق ہو گیا۔ اصل حقیقت
تیرے دل سے محو ہو گئی۔ اور تو نے اصل کے بجائے نقل ہی کو سب کچھ سمجھ لیا

۳۶۔ بادلوں کی اوٹ سے بجلی چمکتی ہے اور زور زور سے کڑکتی ہے۔ اس کے بعد بارش ہونے لگتی ہے۔
اور جل تھل ایک ہو جاتے ہیں۔ پانی بھی بادل کی طرح ایک حجاب ہے تو اس حجاب

چشم چوں ابر حبابی　　باش بیرون نقابی

۳۷۔ پاک ذات اندرینی تو　　گم گشتی دخوی او　　من نیم اوست ہمگو　　ہست آں حدوداں در

دست از خویشتن شو　　رلمت گفتم بیانِ تو

۳۸۔ پس تو دریانہ حبابی　　گو دریں آہ شتابی　　سر ازیں راہ نتابی　　نی ماہی نہ ثوابی

تو سبو نیستی آبی　　سرِ اسرار بیابی

۳۹۔ تو نہ جنسِ مدیانی　　ایک در غیر نیابی　　ایں ہمہ از تو ضیائی　　بگذر از زعمِ ریائی

ہست در جُہ تو علائی　　نہ فنائی نہ بقائی

۴۰۔ دستِ آں طلب نرفت　　ادہم را سر شکست　　تیغِ اِلّا بگرفت دست　　زد بہ لا غیر ہمہ کشت

ہر چہ بود از آسماں گشت　　بے ہمہ ہم بہ ہمہ ہست

۴۱۔ او تونی غیر نیستی　　زد بود ایں ہمہ ہستی　　شوی آگاہ ز مستی　　جمل ازیں جسم برستی

پس بود دیں کفر گذشتی　　تا بہ بالائے تو رفتی　　گر کجا ماندہ پستی

۴۲۔ جسم ہست ایں یک خانہ　　جست پاکیزہ شہانہ　　در قفس چیل روانہ　　ایں بنا خود جنانہ

بشکنی شو مردانہ　　تا شوی یار یگانہ

۴۳۔ دینِ اسلام کجا شد　　خیال در رہِ ہوا شد　　زیں گذشتن بہ وفا شد　　پس ہلاں تا نخوا شد

سے باہر نکل۔

۳۷ وہ ذات پاک تیرے اندر ہی ہے جو تو اپنے آپ کو گم کرے اور غائب ہو جائے یعنی اپنی طرف سے تعین بلکہ ہی کے کہنے پر کہ میں ہوں اسے دور نہ چھوڑ دیک ہی ہے تو اپنے آپ سے دستبردار ہو جائے یعنی خودی کو ترک کر تو پہنچ جائے

۳۸ تو جاہ نہیں بلکہ دریا ہے۔ اس بارہ میں جلدی کر اور اس راہ سے منہ نہ پھیر تو نہ گناہ کرنے والا ہے نہ ثواب کمانے والا۔ تو محو ہو جا نہیں بلکہ پانی ہے تو اصل راز کو پالے۔

۳۹ تو پانی کی چھوٹی سی نالی نہیں بلکہ دریا ہے تو اپنے آپ کو غیر میں شامل نہ کر ہر چیز میں تیرا ہی جلوہ ہے۔ نمائشی زہد کو ترک کر دے تیرا مرتبہ بہت ہی بلند ہے تو خالق ہے سب باقی ہے

۴۰ وحدت آئی تو لوٹ گیا اور تیرے ادب کا سر پارہ پارہ ہو گیا۔ "لا" کی تلوار ہاتھ میں پکڑ کر لا پر ماری تو غیر قتل ہوا جو پہلے تھا وہی رہ گیا جو سب کے بغیر تھا اور سب کے ساتھ ہے

۴۱ "وہ تو ہی ہے تو غیر نہیں ہے یہ تمام کائنات اسی سے ہے تو اس راز ہستی کے ذریعہ ہی آگاہ ہو سکتا ہے جب تک یہ جسم سے آزادی حاصل کریگا اور دین و کفر کی حد سے آگے نکل کر بلند ہو جائیگا تو تباہ کر یہ پستی کہاں باقی رہ جائے گی۔

۴۲ یہ عمر ایک گھر کی طرح ہے دیکھنے میں بہت ہی اچھا اور شاندار۔ اس میں ایسی ہی ہے جیسے سیپ کے اندر موتی۔ کیا یہ گھر بتخانہ نہیں ہے ہمت سے کام لیکر اسے توڑ دے تو کعبہ بن جائے

۴۳۔ اسلام کہاں ہے وہ تو شور و غل میں گم ہو گیا جب اسے ترک کیا تو ساز و آواز کی صورت اختیار کر گیا۔

۴۴۔ بہوا ہوئے رسیدہ منزلے سخت کشیدہ خیال از غیر بریدہ تا کہ ہر سوئے دو دیدہ
اندر آں ہیچ نہ دیدہ مگر آں بود کہ بودہ

۴۵۔ نہ بگفتن رہ شنودہ آں نہ ماں ہوش ربودہ خود را خود نمودہ در عنایات کشودہ
نہ بود کم نہ فزودہ

۴۶۔ اندر آں جا نہ عبادت نہ بود کشف و کرامت نہ جماعت نہ امامت ہست التفات اضافت
نہ سلامت نہ ملامت دعوت وہم نہ رجاعت نہ ضلالت نہ ہدایت

۴۷۔ بگذر از نام نامی دور شو از سلامی خواجگی و چہ غلامی کن رہا تم تمامی
خود بدان تا تو کدامی باش در خیال مدامی تم شو از ہر کلامی

۴۸۔ نیست زیں آنجا بگذشتن دست از عالم شستن باز نیست پی برفتن از ہمہ دل بگسستن
ہست اینجائے کشتن زکفر و دیں برگشتن

۴۹۔ عشق تا سر چو بر آرد اشک از دیدہ ببارد رُو بناموس نیارد ہیچ جلسے نگذارد
دانہ سبحہ نہ شمارد در رہِ حق بسپارد

۵۰۔ عشق دارد دو نشانی میکند ایں تنِ فانی پس بقا باقی مانی ایں اشارت "من رأنی"
زحدیثات نجوانی از پیمبر سر دانی

۴۴ تو خیالی باتوں میں پھنس کر رہ گیا ہے صوفی نے شور کا راستہ اختیار کر لیا ہے غیر کا خیال دل سے نکال دے تاکہ ہر طرف دوڑ سکے اور دیکھے کہ وہی ہے جو تھا۔

۴۵ یہ کہنے سننے کی بات نہیں ہے اس وقت ہوش جاتا رہتا ہے جب وہ لینا آ دکھاتا ہے اور عنایات کا دروازہ کھول دیتا ہے اس حقیقت میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے

۴۶ وہاں نہ عبادت ہے نہ کشف و کرامت نہ جماعت ہے نہ امامت۔ دیدار تو حق پا لیا، کرم ہی کرم ہے نہ سلامت نہ بلانا نہ لوٹانا۔ نہ گمراہی نہ رہنمائی۔

۴۷ نام کو ترک کر دے سلام سے دور بھاگ سرداری کیا اور غلامی کیا ان تمام باتوں کو چھوڑ دے کر یہ سمجھنے کی کوشش کر کہ تو کون ہے اور ہمیشہ اسی فکر میں رہ، اور تمام گفتگو ختم کر دے

۴۸ وہاں جانے کا مطلب ہے دُنیا سے ہاتھ دھونا پھر واپس نہ آنا ہر چیز سے قطع تعلق کرنا اپنے آپ کو یہیں فنا کر دینا اور دین و کفر سے منہ موڑ لینا۔

۴۹ جب عشق ظاہر ہوتا ہے تو آنکھوں سے آنسو بہا دیتا ہے نہ عزت کا خیال کرتا ہے اور نہ ہی کوئی گنجائش چھوڑتا ہے عشق تسبیح پھیرنا نہیں سکھاتا بلکہ حق کی راہ میں جان قربان کرنے کی تعلیم دیتا ہے

۵۰ عشق کی دو نشانیاں ہیں پہلی اگر جسم کو فنا کر دیتا ہے تو دوسری یہ کہ پھر ابدی زندگی بخش دیتا ہے یہ "من رآنی"[1] کا اشارہ ہے وہ تو حدیث نبوی سے بھی اس کی تصدیق کر سکتا ہے در اصل یہ ایک پیغمبری راز ہے

---

[1] من رآنی فقد رأ الحق (حدیث) یعنی جس نے رسول خدا کو دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا

۵۱. عشق دارد دو علامت　اول آرد بملامت　پس آنگه بسلامت　کشد از جمع وجماعت

می برد تا بنهایت　برساند بکمالت

۵۲. عشق دو کار بداند　اول از خود برهاند　سر بشمشیر براند　جز خدا هیچ نماند

بس به محبوب علاند　غیر خیالات براند

۵۳. عشق عالی امانت　اندر مستی و حالت　بود این راه هدایت　بکشد سر بملامت

هست آن موهبت غایت　اندر آن نیست بطالت

۵۴. عشق سریست الٰهی　بود این تهشاهی　ذات او نامتناهی　دهد از سر غیب آگاهی

پرتوش بر مه و ماهی　عشق زد و گرد واهی

۵۵. عشق دریای هائل　که نه پیدا در ساحل　غرق سازد همه محمل　زود گذشتن بس مشکل

دارد او سخت منازل　کند او قتل و مقتل

۵۶. همچو منصور بدانی　تا بیا گر تو توانی　شمس و هست نشانی　گم کند این انسانی

گشت زد و سر فانی　سهو این راه ندانی

عشق در دل چو در آید　در فرحت بگشاید　صد سرود سراید　درد و هم هجر فزاید

زد غم و سوز بزاید　جان و سر جسم لباید

۵۱ عشق کی دو نشانیاں ہیں، پہلے ملامت دلاتا ہے پھر اطمینان دلاتا ہے الاست سے
الگ تھلگ کر کے منتہائے کمال تک پہنچا دیتا ہے۔

۵۲ عشق دو کام کرتا ہے پہلا یہ کہ اپنے آپ سے رہائی دلاتا ہے، اور دوسرا یہ کہ تلووں سے عرش پہنچا دیتا ہے
حتی کہ اللہ کی ذات کے سوائے اور کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے اس کے بعد محبوب سے ملا دیتا ہے اور دیگر تمام
خیالات کو دل سے نکال دیتا ہے

۵۳ عشق ایک بہت ہی بڑی امانت ہے اس میں مستی دھمال ہے اللہ کی راہ ہدایت ہے
یہ خدا کی دین اور اس کا کرم ہے، نہ کہ گمراہی

۵۴ عشق رازِ الٰہی ہے اور شہنشاہی آگہی کوئی انتہا نہیں ہے عشق اسرار الٰہی سے آگاہ کر دیتا ہے
اس کا جلوہ زمین کی پستی سے لیکر آسمان کی بلندی تک ہے اور جہاں جہاں اس کا پر ٹوٹتا ہے
وہاں سے عقل راہ گریز اختیار کرتی ہے۔

۵۵ عشق ایک ایسا خطرناک اور ناپید کنار دریا ہے جو سب کو غرق کر دینا چاہتا ہے مجبور کرنا
بہت ہی مشکل ہے ہم بھی تو اس بڑی دھند میں جہاں قدم قدم پر قتل گاہ ہے اور قتل ہوتے رہتے ہیں

۵۶ اگر تجھ میں منصور جیسا حوصلہ ہے تو بے دھڑک عشق کے میدان میں کود جا شمس تبریز بھی عشق
کا زخم خوردہ ہے کیونکہ عشق غیرت ہے کو ختم کر دیتا ہے منصور کو بھی اسی نے ختم کیا تھا اس لئے مان جا

۵ عشق جب دل میں داخل ہوتا ہے تو خوشی اور مسرت کے دروازے کھول دیتا ہے اور پھر بند کر دیتا ہے
الاپتا ہے فراق کی وجہ سے درد بڑھتا ہے اور اس سوز و غم پیدا ہوتا ہے اور رسوا و جسم گھلنے لگتے ہیں

۵۸۔ چند گویم کلامی   تم ساز تم تمامی   فہم تفہیم ہیامی   خواص خوانند عوامی

تا ازیں نامہ و نامی   ایں خطائی است غلامی

۵۹۔ آنچہ گفتیم کہ بر حق _ صفت پیر عبدالحق   ایں حقیقت تحقیق "کل شئی" ہست بہ حق

گفت آں خواجہ تی الحق   شد زما نعرہ انا الحق۔

۶۰۔ بہ ہمیں عالمِ اظہار   ہست ایں کلمہ اقرار   یا محمد مصطفےٰ یا مجتبےٰ رُخ را نمائی یا نور الہدیٰ

ما کہ غریب و مسکینیم   تو ہمی دانی کہ ما

۶۱۔ بادشاہِ من توئی من غلام   الدین گناہ گاری شرمندام   رحم فرما بر منِ مسکین تو   دہ دلم را یا نبی تسکین تو

آدم ما جہد بر تو شرمسار   کردہ ام عصیاں بحد بیشمار

۶۲۔ ایں گدا بر درت امیدوار   بخش سیر ام مرا اے شہوار   نالہ شنو یا شفیع المذنبین   دے تو باقی رحمۃ للعالمین

اے توئی سر ستار و سرِ سرِ کائنات   مظہرِ خاص توئی اندر و صفات

۶۳۔ در دو عالم شاہ شاہاں توئی   در مظاہرِ خاص انسان توئی   از احد احمد تو گشتہ آشکار   ذاتِ پاک کسی بجز بیدار

من ز کار بد پشیمانم ہے   بگری حالم پریشانم ہے

۶۴۔ جز محمد آں ہوا کسی یا نیست   چو من از رحمت پروردگار   گفتم از جہاں و دنیا   تو بیا نزدیکی کہ عفو گناہ

الم عام را بد کردہ است

٥٨ اس سے زیادہ اور کیا کہوں میں تو سب کچھ کہہ چکا ہوں میرے پیغام کو سمجھو میرا یہ پیغام خواص کے
پڑھنے کے قابل ہے عوام کے نہیں یہ دنیا قید خانہ ہے

٥٩ میں نے اپنے پیر عبد الحق کی صفت میں جو کچھ کہا ہے وہ سب صحیح ہے یہ ایک تعلق شدہ
حقیقت ہے اور اسکا ہر لفظ حق ہے میں نے انا الحق کا نعرہ اپنے پیر عبد الحق ہی کے زبان سے بلند کیا ہے

٦٠ اس کائنات میں جس بات کا اقرار کرنا ہے وہ یہ ہے یا محمد مصطفیٰ یا حبیب اللہ یا نور اللہ
مجھے اپنی زیارت سے نواز دے آپ جانتے ہیں میں ایک غریب اور مسکین ہوں۔

٦١ آپ میرے بادشاہ ہیں اور میں آپ کا غلام ہوں میں اپنی معصیت پر شرمسار ہوں یا رسول اللہ
مجھ پر رحم فرما اور میرے دل کو تسکین عطا فرما میں آپ کے دروازے پر سراپا ندامت و انکسار
بن کر حاضر ہوا ہوں کیونکہ میں بہت بڑا گنہگار ہوں۔

٦٢ یہ گدا آپ کے دروازے پر امیدوار ہو کر حاضر ہوا ہے اے شہسوار مجھے اپنے دیدار کا شرف
عطا فرما اے شفیع المذنبین میری فریاد سن آپ رحمۃ اللعالمین ہیں آپ اس کائنات
کے سردار اور بادشاہ ہیں اور آپ اپنی صفات میں اللہ کی ذات کے مظہر خاص ہیں

٦٣ آپ دونوں جہاں کے شہنشاہ ہیں آپ اللہ کے مظاہر میں خصوصی حیثیت کے مالک ہیں
آپ احد سے احمد کی صورت میں آشکار و ظہور پذیر ہوئے ہیں میں بار بار اقرار کرتا ہوں کہ
آپ کی ذات پاک کے سامنے میں اپنی معصیت پر بہت پشیمان ہوں اے اللہ آپ میری پریشان حالی دیکھ رہے ہیں

٦٤ آپ کے سوائے میرا کوئی مددگار نہیں آپ مجھ سیاہ نامہ [illegible] اپنے گناہوں کی
وجہ سے روسیاہ ہو چکا ہوں ساری دنیا مجھے برا کہہ رہی ہے آپ اپنے عفو و کرم سے مجھے بخش دیجئے

نعت

ازو - قاضی علی اکبر بہ تخلص غلامِ اکبر

مجھے تو جام دے ساقی، پلا دو یا رسول اللہ
دوئی کا بیچ سے پردہ اٹھا دو یا رسول اللہ

کرو تم صاف دل میرا، دوئی غیر سیاہی سے
اسی میں نور تو اپنا بسا دو یا رسول اللہ

مجھے مخمور کر دو ایسا رہے نہ یاد جسم اپنا
سراسر مست محبت میں بنا دو یا رسول اللہ

رگ رگ سے ہوئے جاری مجھے آواز ہو ہو ہو
تن میں تار تو اپنی لگا دو یا رسول اللہ

غلام اکبر پہ ایسی کرو شفقت شہنشاہا
رخ منور مجھے اپنا دکھا دو یا رسول اللہ

از:- قاضی علی اکبر درازی

سچل سرمست شہنشاہ عشق

سرتاج الشعراء حضرت سچل سرمستؒ سراپا مجسمۂ عشق تھے۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو عشق اور عرفانِ الٰہی کی خاص سند اور سرٹیفکیٹ عطا کر کے اِس دُنیا میں محی العشق بنا کر بھیجا تھا۔ جنہوں نے عشق از سرِ نو زندہ کیا۔ جیسے آپ خود فرماتے ہیں،

۱- بگمراہی نہ افتادیم ہرگز   جہان را میکنم رہنمائی

مطلب:- میں کبھی بھی گمراہی میں نہیں پڑا۔ میں تو دنیا کی رہنمائی کے لئے آیا ہوں یعنی آپ دُنیا کے رہنما تھے۔

۲- گردشِ احوال مارا لامکانی کردہ است   بر درم ہمچو غلامان صد کیانی کردہ است

مطلب:- حالات کی گردش نے مجھے لامکانی بنا دیا اور سینکڑوں شہنشاہوں کو میرے دروازے پر غلاموں کی طرح کھڑا کر دیا ہے۔

۳- این چہ می دانی دلا من گدائی میکنم   از گدائی در دو عالم بادشاہی میکنم

مطلب:- اے دل! تو کیا یہ سمجھتا ہے کہ میں گداگری کرتا ہوں؟ میں تو اس گداگری کے پردے میں دونوں جہاں کی بادشاہی کرتا ہوں۔

۴- این راہ بیکسی را اے زاہدا چہ دانی   زد بر سرم رسیدہ تخت کلہ کیانی

مطلب:- اے زاہدا تو اس طریقہ کو جو بظاہر ہیچ نظر آتا ہے کیا جانے میرے

سر پر اُس کی جانب سے شہنشاہی کا تاج رکھ گیا ہے۔

۴۔ من مست ساغر ایم خرابم، شرابیم   سُلطانِ جہانیم بنظرِ خلق خرابیم

مطلب:۔ میں شرابِ وحدت میں مست ہوں۔ میں دونوں جہانوں کا بادشاہ ہوں مگر خلق کی نظر میں خراب ہوں۔

۵۔ اے خدا عشق مارا تحفہ داد   در وجودم علمِ عشاقی نہاد

مطلب:۔ خداوندکریم نے مجھے عشق کا تحفہ عطا کیا ہے اور میرے وجود کو عشق کے علم سے منور کیا ہے۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

۶۔ لُطف بر ما کرد سیدالمرسلین   کرد مارا از گروہِ عاشقین

مطلب:۔ سیدالمرسلینؐ نے مجھ پر اپنا کرم کر کے مجھے عشاقوں کے گروہ میں شامل کر لیا ہے۔

۷۔ از سرِ وحدت مارا آگاہ کرد   من گدا بودم ولے مارا شاہ کرد

مطلب:۔ آپؐ نے مجھے وحدت کے راز سے آگاہ کیا اور مجھ گدا سے بادشاہ کر دیا۔

ساقیِ کوثر کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

از یدِ ساقیِ کوثر جام خوردہ ام   زیں سبب گوئے سبقت بردہ ام

مطلب:۔ میں نے ساقیِ کوثر کے مبارک ہاتھ سے جام نوش کیا ہے اس لئے میری شان و رتبہ سب سے اعلیٰ و افضل اور بہتر و بالا ہے۔

حاصلِ مطلب دُنیا کا کوئی بھی شاعر سچل سرمست سے ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور کسی کو بھی عشقِ حقیقی کی ایسی منزل نصیب نہیں ہوئی۔   وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ